بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

پروفیسر ساجد میر سنجیدہ ،فہمیدہ اور دینی وعصری علوم سے بہرہ ور شخصیت ہیں۔ ان کا شمار پاکستان کی ممتاز دینی و سیاسی شخصیات میں ہوتا ہے۔ گفتگو کا حکیمانہ بانکپن اور عالمانہ استدلال اپنے مخاطب کے ذہن و قلب میں گہرے نقش چھوڑ جاتا ہے۔ بلاشبہہ وہ صاحبِ مطالعہ، وسیع النظر اور صاف گو شخصیت ہیں۔

ذوقِ مطالعہ اور کتب بینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' کی ایک خاص اشاعت میں ملک کی مشہور ومعروف دینی و سیاسی شخصیات کی فہرست میں ان کا نام نمایاں تھا۔ مرکزی جمعیت اہلِ حدیث پاکستان کے امیر ہیں اور اپنی جماعتی مصروفیات کے باوجود قلم وقرطاس سے تعلق قائم ودائم ہے۔''عیسائیت، تجزیہ ومطالعہ'' اہلِ علم و دانش کے ہاں دادِ تحسین پا چکی ہے۔

جناب ساجد میر حفظہ اللہ کی جانب سے لکھے گئے مضامین کو یکجا کرنے کی خواہش عرصہ دراز سے دل میں موجود تھی، اب اس کی عملی کوشش کا آغاز زیرِ نظر مضمون کی اشاعت سے کیا جا رہا ہے۔ الحمد للّٰہ.

یہ سعادت بھی مرکزی جمعیت اہلِ حدیث اسلام آباد کے اشاعتی ادارے السّلفیہ پبلیکیشنز کو حاصل ہو رہی ہے۔ السّلفیہ پبلکیشنز کی جانب سے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ اکابرین کے علمی و اصلاحی اور تاریخی مضامین کو کتابچوں کی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے جو افراط وتفریط، نرگسیت اور اسلاف کی راہ سے کج روی

اختیار کرنے جیسے ماحول میں نہ صرف جماعتی کارکنان بلکہ عام فرد کے لیے اصلاح کا سبب اورفکری پختگی کا باعث ہوں گے۔ان شاء اللہ

مکرم ومحترم حافظ شاہد رفیق صاحب، برادرمحسن لیاقت اور انس اقبال کی جانب سے کمپوزنگ اور دیگر معاملات میں معاونت پر ممنون ہیں۔

چودھری ظہیر انبالوی

7 اگست 2023

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾ [الحجرات: 13]

نبی کریم ﷺ نے اپنی نورانی تعلیمات اور اپنے اسوۂ حسنہ کے عملی نمونے کی مدد سے جو انسانی معاشرہ قائم کیا، اس میں امن کے قیام اور عافیت کے حصول کو بنیادی مقام حاصل تھا۔ آپ ﷺ کی نگاہ دور بین نے وحیِ ربانی کی روشنی میں یہ بات بھانپ لی تھی کہ رنگ ونسل، خاندان اور امارت وغربت وغیرہ کی بنا پر انسانیت کی مختلف خانوں میں تقسیم، فساد فی الارض کی نقیب اور قیامِ امن وحصولِ عافیت کی نقیض ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اسلامی معاشرے کے قیام کی ابتدا ہی سے اس تقسیم کی نفی فرمائی اور وحدتِ انسانیت کے اصول پر زور دیا۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جس ماحول میں اپنے اصلاحی کام کا آغاز فرمایا، اس میں قومی ونسلی تفاخر او رامارت وغربت کے تفاوت کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ قبائلی تعصب، خاندانی غرور اور طبقاتی تقسیم، آئے دن کے جھگڑوں، باہمی فساد اور جنگوں کا باعث بنتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ اس قوم میں اخوت و مساوات کے ذریعے امن و عافیت پیدا کرنے کی کوشش فرما رہے تھے جس کے دو افراد عتبہ اور ولید نے جنگِ بدر میں یہ کہہ کر انصاریوں کے ساتھ انفرادی جنگ آزمائی سے انکار کر دیا تھا کہ قریش کی تلوار کا مدینہ کے کسانوں پر چلنا عار کی بات ہے، ایسے لوگوں کو یہ سمجھانا آسان نہ تھا:

((كُلُّكُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ)) (سنن أبي داود: 5116)

''تم سب آدم کی اولاد ہوا اور آدم کی ابتدا مٹی سے تھی۔''

((لَا فَضُلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلىٰ عَرَبِيٍّ وَلَا أَحُمَرَ عَلىٰ أَسُوَدَ وَلَا أَسُوَدَ عَلىٰ أَحُمَرَ إِلَّا بِالتَّقُوىٰ))

(مسند أحمد: 23489)

''کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، اور نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر فضیلت حاصل ہے۔ معیارِ فضیلت صرف نیکی اور تقوی ہے۔''

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہُدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

سیرتِ طیبہ کے انقلابی پیغام نے اپنے قبول کرنے والوں میں جو اخوت و محبت پیدا کی، وہ قبیلہ، نسل، قوم اور خاندان کے سہاروں کی محتاج نہ تھی۔ نہ یہ اخوت و محبت مصنوعی و عارضی تھی، بلکہ اس کی جڑیں مسلمانوں کے دل و دماغ اور ان کے ایمان وایقان میں پیوست تھیں۔

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا

آپ ﷺ نے اخوت و مساوات کی زبانی تعلیم ہی نہیں دی۔ اسے عملاً معاشرے میں نافذ فرمایا۔ مواخاتِ مہاجرین وانصار تاریخِ عالم کا عدیم النظیر واقعہ ہے۔

انصارِ مدینہ نے مہاجرینِ مکہ کو اپنے گھروں، مالوں اور جانوں میں برابر کا شریک بنایا۔ حد یہ کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے انصاری بھائی نے انھیں کہا: "وَلِيَ امُرَأَتَانِ فَانُظُرُ أَعُجَبَهُمَا إِلَيُكَ فَسَمِّهَا لِيُ أُطَلِّقُهَا" ''کہ میری دو بیویوں میں سے جو تمھیں پسند ہو اسے میں طلاق دے دیتا ہوں، تم اس سے نکاح کر لو۔'' (صحيح البخاري: 3780)

نبی کریم ﷺ نے اسلامی اخوت کا حیات افروز درس انصارِ مدینہ کے دلوں میں راسخ فرمانے کے بعد ان سے فرمایا تھا کہ یا تو اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنے دیار

واموال میں شریک کر لو۔ اس صورت میں غنائمِ جنگ میں بھی تم دونوں گروہ شریک ہو گے، اور یا پھر اپنے اموال اپنے پاس ہی رہنے دو، اس شکل میں غنائم صرف مہاجرین کے لیے ہوں گے۔ انصار کا اخوت آمیز وایمان افروز جواب تھا:

”بَلْ نَقْسِمُ لَهُمْ مِنْ أَمْوَالِنَا وَدِيَارِنَا وَنُؤْثِرُهُمْ بِالْغَنِيمَةِ وَلَا نُشَارِكُهُمْ فِيهَا“ (تفسير البغوي: 8/ 77)

”آپ ہمارے دیار واموال میں بھی انھیں برابر کا شریک بنا دیں اور غنائم بھی بلا شرکت غیرے صرف مہاجرین کے لیے مخصوص فرما دیں۔“

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی!

قیامِ امن و عافیت کی ضامن اسلامی اخوت میں بڑے اور چھوٹے، امیر اور غریب کا کوئی امتیاز اور فرق نہیں، بلکہ سب بھائی بھائی ہیں۔ عہدِ رسالت کا ایک اور عجیب واقعہ ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ میں بشری تقاضے سے کچھ تکرار ہو گئی جس کے دوران ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو ابن السوداء (اوہ حبشی کی اولاد!) کہہ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخصوص بلیغ انداز میں فرمایا:

((إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ)) (صحيح البخاري: 30)

”تم ابھی روحِ اسلام کو نہیں سمجھے، تمھارے اندر اب تک جاہلیت کے جراثیم موجود ہیں۔“

تمیز بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے

ابو ذر رضی اللہ عنہ کے لیے اتنی تہدید کافی تھی۔ بڑی لجاجت کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: میرے اس خوشنما گورے چہرے کو اپنے بھدے اور کالے کلوٹے پاؤں کے نیچے مسل دیں، تاکہ میرے دل میں چھپے ہوئے رنگ وبو کے بت ٹوٹ پھوٹ جائیں۔

اسی طرح ایک منافق قیس نے مدینے کی ایک مجلس میں معززین کے ساتھ

سلمان رضی اللہ عنہ، صہیب رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ جیسے غریب پردیسیوں کی موجودگی پر اعتراض کیا۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی باتوں میں فساد و بدامنی کی بومحسوس کی تو اسے گریبان سے پکڑ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا:

((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الرَّبَّ وَاحِدٌ وَالْأَبَ وَاحِدٌ))

(السلسلة الضعيفة: 926)

''لوگو! تمھارا رب بھی ایک ہے اور اب (باپ) بھی ایک، پھر یہ تکبر و تفاخر کیوں؟''

چڑھا کر رنگ اسلامی نہ رکھا فرق کچھ باقی!
حبش کے تیرہ فاموں اور ترکی کے حسینوں میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی نمونے سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اخوت و مساوات کے رنگ کو پختہ کیا۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم کوئی کام کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں برابر حصہ لیتے۔ مسجد قباء اور مسجدِ نبوی کی تعمیر کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدوروں میں شامل ہو کر مٹی کھودی اور پتھر اٹھائے۔ جنگِ احزاب کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھوکے رہ کر اور پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کے بجائے دو پتھر بطن مبارک بر باندھ کر خود کو سہارا دیا اور کھدائی میں پروانوں کے ساتھ ساتھ رہے۔

ایک سفر میں کھانے کا اہتمام ہو رہا تھا۔ سب ساتھیوں نے اپنے اپنے ذمہ کوئی کام لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگل سے لکڑیاں لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ جاں نثاروں نے مؤدبانہ گزارش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ فرمایا: اللہ اس بندے کو پسند نہیں فرماتا جو اپنے ساتھیوں سے الگ تھلک اور ممتاز رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس عملی نمونے کا یہ اثر تھا کہ فتح دمشق کے موقع پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے باجبروت خلیفۂ اسلام اس شان سے شہر میں داخل ہوئے کہ اونٹ کی مہار ہاتھ میں تھی

اور غلام اس پر سوار تھا۔ انسان کو انسان سمجھنے اور ہر انسان کو بلا اختلافِ مذہب وملّت ورنگ ونسل اس کے بنیادی حقوق ادا کرنے، دوسروں کی تکریم کرنے اور اسلامی اخوت کا دائرہ انسانی بنیادوں پر غیر مسلموں تک وسیع کرنے کی نبوی تعلیم ہی کے نتیجے میں خلفائے راشدین کا دور نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے لیے بھی امن و عافیت اور عزت وتکریم کا دور تھا۔

اپنی حیاتِ طیبہ میں جو ہدایات نبی کریم ﷺ مجاہدین اور ان کے سرداروں کو دیا کرتے تھے۔ خلفائے راشدین بھی اپنے دور میں وہی ہدایات امرائے لشکر کو دیتے اور ان کی پابندی کراتے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں شام کی طرف بھیجنے والے پہلے لشکر کے امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا: عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا۔ دوسرے مذہب کے عابد اور گوشہ نشینوں پر سختی نہ کرنا اور دشمن کی لاشوں کی بے حرمتی اور مثلہ کرنے سے پرہیز کرنا۔

عراق کے شہر حیرہ کے عیسائی باشندوں نے مسلمان جرنیل خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے معاہدہ صلح کیا تو اس میں لکھا گیا کہ حیرہ والوں کے گرجے اور خانقاہیں منہدم نہ کیے جائیں گے۔ ان کے محل اور قلعہ محفوظ رہیں گے، انھیں عبادت کرنے اور صلیب کا جلوس نکالنے سے منع نہیں کیا جائے گا۔

ایک جگہ ایک غیر مسلم عورت نے مسلمانوں کی ہجو میں اشعار گائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تک بات پہنچی تو فرمایا: جب ہم نے اس کے شرک وکفر سے درگزر کیا تو ہجو تو شرک سے بہر حال کم تر ہے۔

فاروقِ اعظم نے بیت المقدس کا سفر صرف اس لیے اختیار کیا کہ وہاں کے پادریوں نے اس شرط پر صلح کی پیش کش کی تھی کہ خلیفہ وقت خود آ کر ہم سے معاہدہ کریں۔ ان سے جو معاہدہ ہوا اس میں بھی لکھا گیا کہ ان کے جان و مال، عبادت گاہیں، صلیبیں وغیرہ محفوظ رہیں گی۔

مصری عیسائی اسلام اور خلفائے راشدین کے نظامِ امن وعافیت کو اتنا پسند کرتے تھے کہ ۲۶ھ میں جب رومی عیسائیوں نے سکندریہ پر قبضہ کر لیا تو مصری عیسائیوں نے اپنے ہم مذہب رومیوں کو خوش آمدید کہنے کے بجائے خلیفۂ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے التجا کی کہ انھیں رومیوں کے چنگل سے آزاد کرا کر پھر سے اسلامی اصول اخوت و مساوات اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے امن وعافیت سے متمتع ہونے کا موقع دیا جائے اور اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے مسلمانوں کے شانہ بشانہ رومیوں سے جنگ کی۔

غرض یہ کہ سیرتِ طیبہ کے پیغامِ امن و عافیت کو سمجھنے والے خلفائے راشدین کے دور میں اور اس سے پہلے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد با سعادت میں مسلمانوں اور غیر مسلموں، چھوٹوں اور بڑوں، امیروں اور غریبوں ہر کہ و مہ اور ہر ادنی اور اعلیٰ کے لیے ایسا ماحول اور معاشرہ تعمیر ہوا جس کی بنیاد انسانی اخوت اور قانونی وسماجی مساوات کے زریں اصول تھے، اور جو سب کے لیے عافیت اور امن کا ضامن تھا۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیشین گوئی کے مطابق ایک عورت تن تنہا اور زیورات سے لدی پھندی یمن سے چلتی تھی اور مکہ تک کوئی اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتا تھا۔

حکمران خود کو عوام سے بلند و بالا سمجھنے کے بجائے صحیح معنوں میں عوام کے ہمدرد خادم اور سماجی، معاشی اور قانونی لحاظ سے ان کے مساوی اور ہم مرتبہ تھے اور عوام تمام امتیازات سے قطع نظر اخوت اور بھائی چارے، مواسات اور مُوانست کے رشتوں میں پروئے ہوئے تھے۔ اور یہ سب اعجاز تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درسِ اخوت و مساوات کا جو آج بھی ہمارے معاشرے کو گہوارۂ امن وعافیت بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اندر ملت اور پھر پوری انسانیت کی وحدت، اخوت اور مساوات کا احساس بیدار کریں۔ یہی ہمارے نام سیرتِ طیبہ کا آج کا پیغام ہے۔

............❀❀❀............